بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

۱۴؍ اگست ۱۹۸۱ء کو یوم آزادی کے موقع پر صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی طرف سے حضرت
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ بانی دارالعلوم حقانیہ و سرپرست ماہنامہ الحق کو ان کی علمی و دینی خدمات
کے اعتراف کے طور پر "ستارۂ امتیاز" دینے کا اعلان کیا گیا۔ ستارۂ امتیاز اعزازی تمغوں میں ایک بہت
بڑا سول تمغہ ہے۔ یہ اعلان ریڈیو، ٹیلی وژن کے ذریعہ ہوا اور ہم لوگوں کو بھی ان ذرائع ابلاغ ہی سے اس کا علم
،نہ ہمیں اسکی کوئی اطلاع تھی نہ کوئی مشورہ لیا گیا، نہ ایسے تحسینی امور میں اجازت لینے کی ضرورت
،طور پر اعتراف و تحسین کے اس مظاہرے پر دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے وابستہ
نقدین کو خصوصاً اور ایک خادم دین متین سے محبت رکھنے والے دینی درد سے سرشار عامۃ المسلمین
،ہوئی اور تبریک و تہنیت کے بیشمار پیغامات موصول ہونے لگے۔ یہ مسرت اور تبریک اس
کہ حکومت کے اس اقدام سے دین اور اہل دین کی قدر افزائی اور دینی خدمات کے اعتراف و
ونا ہے جس سے اسلام کے نام پر قائم کیا گیا۔ یہ ملک ایک طول طویل عرصہ تک محروم رہا۔
بھی اگر ہوتی رہیں تو فن و کلچر آرٹ و ثقافت کے نام پر ان طبقوں کی جن کی اس ملک کے مقصد
ل تک سے کوئی مناسبت نہ ہوتی۔ علم و دین سے وابستہ مخلص طبقوں کی مختلف طریقوں
،و اعتراف اور حق بحقدار رسید کی یہ روایتیں بالکل نئی ہیں جس کی بنیادیں پچھلے دو چار سالوں
، اعتبار سے ایسے اقدامات نہایت تحسین و تشکر اور حوصلہ افزائی کا موجب ہونے چاہئیں
ہے۔ قیام پاکستان کے پہلے ہی دن سے یہاں جن چیزوں کا دور دورہ ہونا چاہیے تھا آخر
،شروع ہو چکا ہے۔ اور اصل احترام و اکرام تمغوں اور اعزازات کے مستحق یہی مخلص
للہ و لرسولہ و للمومنین۔

اور ہے کہ تاریخ اسلامی کے ہر دور میں دین اور علوم نبویہ کی خدمت کرنے والے افراد،
بیہ کی سرخروئی سے سرشار اور نشاۃ ثانیہ کیلئے مصروف کار خدام دین کا مطمح نظر ہرگز ہرگز
عہدے و مناصب اور دنیوی اعزازات و اکرامات نہیں رہا۔ ان کی نظر ہمیشہ اجر آخرت
نبوت کے حامل ہوتے ہیں اُن کے مورثین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اعلان ہمیشہ یہی

رہا ہے۔ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین۔ وہ ہر قسم کے اجر و مزد کی امید سے بے نیاز اجر آخرت پر نظر رکھے ہوتے ہیں۔ دنیا کا بڑے سے بڑا اجر و منصب جس کے مقابلہ میں پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ ان کی ساری جہد و عزیمت، جہاد و عمل اور کد و کاوش کا مقصود و مطلوب رضائے مولیٰ ہوتی ہے۔ وہ دنیا جہان کی حکومت و سلطنت سے بھی یہ کہہ کر صرف نظر کر دیتے ہیں کہ۔ اتمدوننی بمال وما آتانی اللہ خیر مما اتاکم بل انتم بھدیتکم تفرحون۔ وہ ہفت اقلیم کو بھی متاع الدنیا قلیل سمجھتے ہیں کہ اصل اجر اجر اُخروی ہے۔ ولاجر الآخرۃ خیر وابقیٰ۔ اقلیم نیم شب کی حلاوت وطمانیت سوز و ساز اور قرب و وصال کی لذتیں ملک نیم روز کو ان کی نگاہوں میں حقیر بنا دیتی ہیں۔ ایسے لوگ اپنی ذات میں ایک جنت سموئے ہوتے ہیں جس کی وسعت و پنہائیوں کے مقابلہ میں دنیا کی ساری وسعتیں ہیچ ہیں۔ ان فی الدنیا جنۃ من لم یدخلھا لم یدخل جنت الآخرۃ اور دنیا کی یہ چند روزہ رعنائی اور آب و تاب ان کی نگاہوں کو خیرہ نہیں کر سکتی۔ کہ ؎

ستم ہست گر ہوست کشد کہ بہ سیرِ سرو چمن درآ
توز غنچہ کم نہ دمیدۂ درِ دلکشا بہ چمن درآ

کتنے گھاٹے اور خسارے میں ہوں گے وہ جن کی ساری دینی تگ و دو کا مطلوب و مقصود دنیائے فانی کا یہ چند روزہ شان و شوکت اور نام و نمود بن گیا ہو اور اس کے لئے وہ دین جیسی متاعِ گرانمایہ کو ثمن بخس بنا دیں اور کائنات کی سب سے قیمتی دولت کو دنیائے حقیر پر نثار کر دیں۔ ہمارے اکابر دعوت و عزیمت کی ہمیشہ یہ سنت رہی ہے کہ دین کی راہ میں وہ نہ کسی اجر و تحسین کے طلبگار رہے نہ کسی کی طعن و تشنیع اور مزاحمت ان کے پائے صبر و ثبات کو لغزش دے سکی۔ راہِ عمل میں نہ تو پتھر اور کانٹے ان کے دامن کو الجھا سکے اور نہ اعزاز و اکرام کی سیج انہیں منزل مقصود سے غافل کر سکی بلکہ وہ ہر دم جوشِ عمل سے سرشار اصل کامیابی اور دائمی اجر کیطرف گامزن رہے۔

الحمد للہ کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ذات بھی اپنے اکابر اسلاف کا ایک حسین نمونہ ہے۔ وہ نہ تو اپنی ذات کو ان چیزوں کا سزاوار سمجھتے ہیں نہ اپنی خدمات کو اس اعتناء و اکرام کا مستحق۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیمی و دینی دعوتی اور اصلاحی میدانوں میں بے بہا توفیق سے نوازا جس کے عہد ساز اور عہد آفرین نتائج ظاہر ہو رہے ہیں اور آگے چل کر اور ظاہر ہوں گے لیکن اگر اس کی کوئی قیمت اور صلہ مل سکتا ہے تو خدائے رب العالمین کی بارگاہ ہی سے ہو سکتا ہے دنیا کا ایسا کوئی اعزاز اور تمغہ خود اس اعزاز کا اعزاز ہوتا ہے۔ اور بلاشبہ اس عظیم

سول اعزاز کی اتنی عزت افزائی کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ جو ایسے اکابر علم وفضل سے نسبت قائم ہو جانے سے ہوئی۔
حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کیطرف سے اس صدارتی ایوارڈ پر صدر پاکستان کو جو پیغام شکریہ بھیجا گیا۔ اس میں بھی تواضع وعبدیت اور اصل قدر ومنزلت اجر آخرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے جس کا متن یہ ہے۔

”یوم آزادی پر مجھ جیسے ناچیز اور گمنام شخص کو ستارۂ امتیاز جیسے معزز ایوارڈ سے نوازنا آپ کے دین پروری اور علم نوازی کا واضح ثبوت ہے۔ آپ کے دور میں دینی علم اور اہل علم کی قدردانی کے لائق تقلید روایات قائم ہوگئی ہیں۔ میں نے کچھ بھی دین کی خدمت نہیں کی اگر کچھ حقیر خدمت کی بھی ہے۔ تو میرا کمال نہیں محض اللہ کا کرم ہے مگر اس کا اصل اجر دار آخرت میں ملنے کی تمنا ہے۔ پھر بھی ناسپاسی ہوگی اگر اس ذرہ نوازی کا شکریہ ادا نہ کروں اللہ تعالیٰ آپ کو دینی وملی خدمات کی توفیق دے۔ صحیح رہنمائی سے نوازے اور اس کا اجر بھی آخرت میں عطا فرماوے۔ آمین۔“

علمی ثقافتی اور دینی حلقوں کے لئے یہ خبر ایک عظیم الشان خوشخبری سے کم نہ ہوگی کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے ہفت روزہ الہلال کے تمام مجلدات کو بالکل اس کی اصل حالت میں عکسی فوٹو لیکر ہمارے ایک فاضل دوست مولانا عبدالرشید ارشد صاحب نے الہلال اکیڈمی ۳۲۔اے شاہ عالم مارکیٹ سے شائع کردیا ہے۔ الہلال دور اول ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء کے تمام پرچے اپنے اصل سائز ۳۰×۲۰/۴ میں گیارہ سو پچاس صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ الہلال ایک عہد ایک تحریک اور ایک جہاد تھا۔ الہلال ملت خوابیدہ کیلئے ایک صور اسرافیل تھا۔ الہلال ایک عہد ساز تاریخ تھا۔ اس کے کسی ایک پرچہ کو دیکھنے کیلئے بھی نگاہیں ترستی تھیں۔ مگر الہلال عنقا تھا۔ اب ایک باہمت انسان نے اس کو دوبارہ زندہ کرکے گویا چودھویں صدی کو پندرھویں صدی میں منتقل کردیا ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق

دعوات حق جلد اوّل دستیاب ہے

ہم نہایت مسرت سے اعلان کرتے ہیں کہ بالآخر حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے خطبات ومواعظ افادات وعلوم پر مشتمل عظیم الشان ذخیرہ دعوات حق جلد اوّل جو عرصہ سے ناپید تھی اب دوبارہ شائع ہونے کے بعد دستیاب ہے۔ جلد اوّل یا دونوں جلدیں بعجلت طلب فرمادیں ورنہ کئی سالوں تک ممکن ہے انتظار کرنا پڑے۔ قیمت جلد اوّل ۲۵/ روپے جلد دوم ۲۴/ روپے۔ ملنے کا پتہ: مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔